... اپنے آپ کو گھیسوں سے ڈھانپنے لگے اور حافظ جی نے ایک لمبا کھنگورا مار کر فجر کی اذان شروع کی تب جا کر ... نے اپنی گرفت ڈھیلی کی..

یہ شاید بخت جہان کا خیال تھا کہ گرفت اس نے ڈھیلی کی.. یا شاید یہ چھیمو تھی جس نے اُسے ایک لیموں کی مانند ... تک نچوڑ لیا تھا..

چھیموں کے ناتواں باپ کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا جب بخت جہان نے اگلے دن اُس کی بیٹی کا رشتہ مانگ ... کا کھلا رہ گیا کہ اس کے تو بھاگ جاگ گئے تھے اور اس کے ہونٹوں سے رال بہہ نکلی..

بخت جہان نے اُسے سب سے پچھلی کوٹھڑی میں قید کر دیا.. چھیمو تیرے کوٹھے ناپنے کے دن گئے.. اب اگر تو ... کوٹھے تک جاتی سیڑھیوں پر بھی قدم رکھا تو مجھے قسم ہے اپنی بہشتن ماں کی کہ میں تمہارے وہ پاؤں ٹوکے سے کاٹ ... دیگچے پر چڑھا کر اُن کا سالن بنا کر نہ کھا جاؤں تو میرا نام بھی بخت جہان نہیں..

لوگوں کے ذہن میں سوال [illegible] بخت جہان کے قہر کی وجہ سے نہیں کرتے تھے کہ اُس ... آوارہ مزاج عورت سے شادی کیوں کی جس سے گاؤں کا ہر دوسرا نوجوان حظ اٹھا چکا تھا.. اس کا جواب یہی ہے کہ ... شریف چوہدری، قریشی اور گیلانی اور سید بادشاہ بازاری طوائفوں اور رنڈیوں سے کیوں شادی کر لیتے ہیں...

... عورت کی کوئی ایسی رمز ہوتی ہے.. کوئی کارکردگی ایسی ہوتی ہے کہ مرد اُسے اپنے گھر میں ڈال لیتا ہے..

UrduPhoto.com

... چپ چپیتے

... لڑکے کے ساتھ کوٹھے ناپتی غائب ہوئی.. وہ موچی شاید گانٹھنے میں بہت ماہر تھا..

... ہوئی کہ بخت جہان کی بیوی اُسے چھوڑ کر کسی جاٹ کے ساتھ بھی نہیں ایک موچی کے ساتھ فرار ہو گئی ... گیا.

چھیمو کی یکدم گمشدگی کے [illegible] جاٹوں کی ایک لڑکی سے شادی کر لی..

... سے بہت دور اپنے بخت ہزارے میں رہتے تھے اور بخت جہان کی شہرت اور قہر سے واقف نہ تھے.. اس لیے ... میں انہوں نے اُس کا رشتہ قبول کر لیا.. بھاگ بھری ایک نہایت صابر شاکر اور پرہیزگار لڑکی تھی.. بخت جہان جب ... میں اپنے سکھ یاروں کے ساتھ اودھم مچا رہا ہوتا تو وہ پچھلی کوٹھڑی میں قرآن پاک پڑھتی ہوتی..

وہ ایک ایسی عورت تھی جس کے سامنے بخت جہان بھی ذرا مؤدب ہو کر رہتا.. وہ اس کی پرہیزگاری سے خائف ... تھا.

بھاگ بھری نے اُس کی گود میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ڈالیں..

اس نے کسی شغف میں کچھ خلل اندازی نہ کی.. اپنے بچوں میں مگن رہی..

بھاگ بھری اُس لمحے اپنی کوٹھڑی کے اندھیرے میں اپنے بچوں کو سلانے کے لیے تھپکتی تھی جب امرت کور ماس ... کی ہنڈی تھامے اُس چوکھٹ کے پار ہوئی تھی جہاں بخت جہان کی نیلی آنکھوں کے برچھے اُس کے بدن کو چھید

گر جانے والے تھے.. کیکر کی پہلی توڑ کی شراب کا پیالا اگر لبوں تک آتے آتے یکدم معلق ہو جائے ٹھہر جائے اور ایک عورت جو اُس کی بھابی تھی وہ اُس کے رنگ روپ میں پگھل کر یہ رشتہ فراموش کر دے.. یہ سارے رشتے عزت اور احترام کے سب کچے گھڑوں کی مانند عشق آتش کے چناب پانیوں میں گھل جائیں.. تو پھر انسان میں کچھ حیا نہیں رہتی.. بخت جہان کے ساتھ بھی بے حیائی کا یہی معاملہ ہو گیا تھا..

عشق کی اس مشترک پگھلاہٹ کے پورے تین روز بعد جب دوپہر ڈھل رہی تھی اور بخت جہان افیون کی دوسری گولی بالائی کے ساتھ نگل کر سرور اور غنودگی کی سیڑھیاں چڑھتا کبھی گرتا کبھی سنبھلتا تھا، اُس کی نیم وا ہوتی نیلی آنکھوں میں ڈھلتی دوپہر کی کرنیں کبھی بجھتی اور کبھی بھڑکتی تھیں جب اُس کی حویلی کا دروازہ یکدم چوپٹ کھل گیا اور وہاں امرت کور ایک ایسے جانور کی طرح کھڑی تھی جو اپنی مرضی اور منشا سے شکاری کے آگے آ کھڑا ہوتا ہے۔ ''جہانیاں میں آ گئی ہوں..''

بخت جہان بے شک [illegible] سب افیون کی تیزی کے کرشمے ہیں کہ اُسے امرت کور نظر آ رہی ہے [illegible] صرف امرت کور ہی نظر آتی تو ایسا کرشمہ ممکن بھی تھا لیکن اُس کے دونوں جانب اُس کے گز بھر سردار [illegible] کو بند اور نونہال سنگھ زرد پگڑیوں میں ایک ہاتھ سے مونچھیں سنوارتے اور دوسرے ہاتھ سے کرپانوں کی مضبوطی سے جکڑتے اکڑے کھڑے تھے.. یہ افیون کی کرامت نہ تھی بلکہ شاید مکافاتِ عمل تھا جس کا اُسے سامنا تھا۔ امرت کور [illegible] عشق [illegible] کھڑے ہیں تو ضرور مجھے [illegible] کرنے آئے ہیں۔ ان کو خبر ہوتی ہے کہ میں نے اُن کی ماں پر بری نظر ڈالی تھی یا یہ کہ اُن کی ماں نے مجھ پر نظر ڈالی تھی.. [illegible] صورتوں میں اُس کا قتل جائز ٹھہرتا تھا..

لیکن معاملہ کچھ اور تھا..

گاؤں کی دیگر عورتوں کی مانند امرت کور بھی منہ اندھیرے آبادی سے پرے کھیتوں میں ''بیٹھنے'' جاتی تھی.. اُن دنوں پنجاب کے دیہات میں گھروں کی چار دیواری کے اندر ضروری حوائج کی خاطر کوئی الگ سے بندوبست نہ ہوتا تھا کہ یہ صرف بوڑھے، بیمار اور ساہی ہوتے تھے جو جہاں رہتے تھے وہیں فارغ ہوتے رہتے تھے۔ گاؤں کا کوئی بھی باسی جاٹ ہو یا لوہار کمہار یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایک انسان جہاں اُٹھتا بیٹھتا ہے، کھاتا پیتا ہے وہیں ایک کمرہ بنا کر اُس میں گندگی پھیلانے لگے، کیا ہانڈی روٹی میں اُس کی بُو نہ رچ جائے گی۔ بجز ولوں اور چارپائیوں کی نوار اور رضائیوں میں سے تعفن کی بدبو نہ آنے لگے گی۔ اس کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا... یہ عمل بستی آبادی سے ہٹ کر اکثر منہ اندھیرے اور کبھی رات اُترتے ہی کھیتوں میں سرانجام دیا جاتا اور ایک کھاد کی صورت فصلوں کی تقویت کا باعث بھی بنتا..

اسی نت کلاں کا ایک کم حیثیت سردار کھڑک سنگھ پہلی جنگِ عظیم کے دوران فرانس کے محاذ پر نہایت بے جگری سے لڑا.. بہادری کا کوئی تمغہ وغیرہ بھی وردی پر سجا کر لوٹا اور اُس کے پلے میں رقم بھی بہت تھی.. اُس نے گاؤں میں ایک

UrduPhoto.com

[illegible] اُس کے اندر ایک ٹائلٹ بھی بنوا لیا.. گاؤں میں غدر مچ گیا.. برادری نے اُس کے گھر کا گھیراؤ کر لیا اور [illegible] کہ اوئے کھڑک سنگھا گوروں کے ساتھ رہ کر گورا ہو گیا ہے بے غیرتا.. کاغت کے ساتھ پیٹ بھی [illegible] اب گاؤں کے درمیان میں ایک ٹرٹی بنالی ہے گندگی کی جس میں جا بیٹھتا ہے اور سارے نت کلاں [illegible] یہاں رہنا ہے تو یہ ٹرٹی ڈھا دے ورنہ..

کھڑک سنگھ نے ہراساں ہو کر وہ ٹائلٹ مسمار کر دیا اور ایک اچھے خالصے کی طرح کھیتوں میں جا کر ''بیٹھنے'' لگا..

تو امرت کور بھی ہر سویر منہ اندھیرے گاؤں کی دیگر سردارنیوں کی مانند باہر کھیتوں میں ''بیٹھنے'' جاتی تھی پر تنہا نہ [illegible] دونوں بیٹوں کے ساتھ جاتی تھی جو جوان ہو چکنے کے باوجود بلکتے بچوں کی مانند اُس سے چمٹے رہتے تھے.. [illegible] گھبراہٹ کے تیسرے روز کی سویر میں جب وہ تینوں فراغت حاصل کر کے گاؤں کو لوٹ رہے تھے تو امرت کور [illegible] کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور انہیں اپنے ہاتھوں سے پرے دھکیلتی ہوئی کہنے لگی ''پترو.. میں نے آج.. [illegible] چاہے تو تمہارے باپ لہناں [illegible] ہے.. سُن رہے ہو؟''

اگرچہ اُن کے کان [illegible] سے ڈھانپے ہوئے تھے پر وہ خوب سُن رہے تھے..

''[illegible] میں تمہارے چاچے کو چھوڑ کر دنیا پور کے بخت جہان کے پاس جا رہی ہوں، اگر تو وہ مجھے قبولتا ہے تو میں [illegible] جاؤں گی نہیں تو وہاں کے بڑے جوہڑ میں کود مروں گی..''

[illegible] ہو گئے [illegible] ہے.. چاچا بخت جہان تو مُسلا ہے..''

''تو پھر کیا ہوا.. ہے تو ہماری طرح ایک جاٹ ناں.. دھرم تو آتے جاتے رہتے ہیں.. [illegible] تو ہمیشہ قائم رہتی [illegible]

گوبند اور نونہال کی اس تو [illegible] اُٹھے.. طیش میں آ کر اپنی کرپانیں [illegible] سے باہر نکال لیں.. ایک ہی جھٹکے میں کہ وہ دونوں جڑواں تھے.. نونہال نے آگے بڑھ کر ہاتھ میں لرزتی کرپان کو [illegible] پر رکھ دیا ''میں تمہارے ٹوٹے ٹوٹے کر دوں گا..''

''کر دو..''

''جہان چاچا مُسلا ہے..''

''وہ اتنا ہی مُسلا ہے جتنا تمہارا باپ سکھ ہے.. ان جاٹوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا..''

گوبند پرے کھڑا فریاد کرنے لگا ''اوئے نونہالا.. گاٹا اُتار دے اس کا.. حرام جادی کا جو ایک مُسلے کی گھر والی ہونا [illegible] ہے..''

پر نونہال نے اپنی کرپان ماں کی گردن سے ہٹا کر نیام میں ڈال لی.. اور بچوں کی مانند بلک بلک کر رونے لگا.. [illegible] بھی فوری طور پر اُس رونے دھونے میں شامل ہو گیا.. نہ وہ اپنی ماں کے ٹکڑے کر سکتے تھے اور نہ ہی اُس سے جدا ہو [illegible] تھے.. دونوں اُس کے گلے لگ گئے اور ہچکیاں بھرنے لگے ''بے بے تو جہاں جائے گی ہم بھی جائیں گے.. چاہے تو

UrduPhoto.com

ایک مُسلے کے گھر چلی جائے..''

''جہانیاں.. تو مجھے قبول کرتا ہے کہ نہیں..؟''
یہ افیون کا کچھ کرشمہ نہ تھا.. امرت کور سچ مچ اپنے بیٹوں سمیت اُس کی چوکھٹ میں کھڑی تھی..
''آ ہو امرت کورے..'' یہ حقیقت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ کوئی واہمہ تھا.. وہ اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا تھا..
امرت کور نے یہ اقرار سن کر چوکھٹ کے اندر صحن میں قدم رکھا اور بخت جہان پر اُمڈتی ہوئی بولی ''جہانیاں آج کے بعد اگر تُو نے کسی اور رن کی جانب آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو سونہہ واہ گرو کی.. میں اپنے ہاتھوں سے تیرے ٹکڑے کر دوں گی..''
اُس محلہ مغربی میں صرف یہ ثابت کرنے کے لیے کہ جاٹ مسلمان تھے، ایک مسجد بھی تھی جس کے امام وہی ایک چشم حافظ جی تھے، انہیں فوری طور پر طلب کر لیا گیا.. حافظ جی.. بخت جہان نے للکارا مارا اور حافظ جی کی رُوح فنا ہو گئی ''اس سوانی کے ساتھ میرا نکاح پڑھا دو..''
اُنہوں نے اپنی ایک محفوظ آنکھ کو متعدد بار جھپکایا اور اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے سامنے اس ڈھلتی دوپہر میں ایک ڈھلتی عمر کی کسے ہوئے بدن والی عورت ہے اور اُس کے دائیں بائیں دراز قامت پُر جوش اور جوان دو سکھ سردار مونچھیں مروڑ [illegible]
[illegible]
آ ہو..''
[illegible] کے ساتھ تیرا نکاح نہیں ہو سکتا..'' شرعی مسئلہ تھا اور حافظ جی اس پر مفاہمت نہیں کر سکتے تھے..
''پر کیوں نہیں ہو سکتا..'' بخت جہان.. حافظ جی کو کوئی یا ہو یا کے لقب [illegible] نے لگا تھا پر لحاظ کر گیا.. ''اسے سکھنی رہنے دے.. تم نکاح پڑھاؤ..''
''شرعی طور پر ایسا ہو نہیں سکتا چوہدری..''
''میں نے تم سے پوچھا ہے کہ یہ شرع کیا ہوتی ہے حافظ جی.. ہر روز میرے گھر سے تمہارے ہاں جو روٹیاں جاتی ہیں، جمعرات کی جمعرات حلوہ جاتا ہے، وہ بھی پوچھتا ہے کہ شرع کیا ہے..''
''بسم اللہ الرحمن الرحیم..'' حافظ جی جو ایک درویش طبیعت کے صلح کُن شخص تھے، بہر طور اُن روزانہ کی روٹیوں اور جمعرات کے حلوے کے پابند تھے، انہوں نے نکاح پڑھانا شروع کر دیا..
پساریکے پیچھے ایک نیم تاریک کوٹھڑی میں بھاگ بھری کے کانوں میں یہ سب کچھ اُتر رہا تھا اور اُسے اسی لمحے کوئی فیصلہ کرنا تھا.. اس نے اپنے تینوں بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا..
حافظ جی اپنی جھولی میں گُڑ شکر اور گندم سنبھالتے ایک مذہبی فریضہ سرانجام دے کر امرت کور کا اسلامی نام کنیز فاطمہ تجویز کر کے چلے گئے..
پر اس حالیہ کنیز فاطمہ کی کمر کے ساتھ.. چمٹے ہوئے جو دو سکھ نوجوان تھے اب ان کا کیا کیا جائے.. وہ بہت

کھڑے کھڑے اپنی ماں کو منکوحہ ہوتے دیکھتے رہے تھے اور کچھ سمجھ نہ پا رہے تھے کہ یہ کیسے اشلوک پڑھے جا رہے ہیں
... نے قریب ہو کر ان کی ڈھارس بندھائی۔ "تم آج سے میرے سگے ہو... بے شک سردار رہو، مجھے کچھ اعتراض
نہیں۔"

وہ جو گوبند تھا، اپنے جڑواں بھائی نونہال سے ذرا اتنا سا سینئر تھا کہ اس نے پہلے اپنا سر نکالا تھا، وہ سر جھکا کر
کہنے لگا "چاچا اگر بے بے مُسلی ہو گئی ہے تو ہمیں بھی کر لو۔"

اب بخت جہان کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ ایک سردار کو مُسلا کیسے کر لیتے ہیں.. اس نے حافظ جی کو پھر سے
حاضر کر دیا.. اور وہ ایک آنکھ میچے پھر سے حاضر ہو گئے.. اگرچہ وہ اب گڑ کی دو ڈلیاں کھانے کے بعد پہلے سے کہیں
... اور شانت ہو چکے تھے..

"حافظ جی یہ دونوں.. یہ گوبند سنگھ ہے اور اس کا نام نونہال ہے.. یہ میرے بیٹے ہیں.. ان کی ماں میری منکوحہ
... بیٹے لگے کہ نہیں لگے.. تو ان کو بھی مسلمان کر دو..."

"کیسے کر دوں" حافظ جی ذرا بوکھلا گئے..

"تم مولوی صاحب ہو، تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ کسی بندے کو مسلمان کیسے کرتے ہیں.."

"اوئے چوہدری پتہ مجھے نہیں ہو گا تو اور کسے ہو گا پر ان کی مرضی بھی پوچھی ہے کہ نہیں کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں
..."

وہ دونوں اس وقت چولہے کے قریب حسب عادت ماں کے گھٹنوں سے لگے بیٹھے تھے.. "مجھے تو ان کی شکلوں
سے لگ رہا ہے.. کہ کل کلاں کو مجھے کرپان گھونپ دیں تو.. یہ کام تو کسی اور سے کرا لے.."

حافظ جی کو در اصل کچھ برس پیشتر ایک نہایت ہی ناخوشگوار تجربہ ہوا تھا.. ان دنوں ان پر تبلیغ کا بھوت سوار
... انہوں نے کشمیری بازار لاہور سے ... "... فرشتے" نامی کتابچے کو پڑھ لیا تھا جس
... معصوم بزرگان دین کے قول درج تھے اور ان میں ایک پتہ نہیں کونسے بغدادی بزرگ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص
... فسق و فجور میں مبتلا رہے، گناہوں سے آلودہ رہے اگر وہ کسی کافر کو کلمہ پڑھوا دے تو نہ صرف اس کے تمام گناہ
معاف کر دیے جائیں گے بلکہ اسے جنت کے سب سے بالائی حصے میں دیگر جنتیوں کی نسبت دوگنی حوریں عطا کی جائیں
... چنانچہ حافظ جی نے ایک روز تکیے چیمے کے ایک سردار کو جا لیا اور اسے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا.. اس پر سردار اپنی گھوڑی
سے ... کرپان نکال کر حافظ جی کی شہ رگ پر رکھ دی اور کہنے لگا "اب بول مولوی اب کیا پڑھوں؟" اس پر حافظ جی نے
کانپتے ہوئے کہا "سردار جی ایک تو آپ میں حس مزاح نہیں ہے، میں تو مخول کر رہا تھا.."

تو حافظ جی قابل فہم طور پر سکھوں کو مسلمان بنانے سے بدکتے تھے..

"اوئے کڑی یا ہو یو.. ادھر آؤ ماں کے خصمو.." وہ دونوں ماں کے گھٹنوں سے الگ ہو کر اپنے نئے باپ کے
سامنے کھڑے ہوئے.. "اوئے تم نے مسلمان ہونا ہے کہ نہیں.."

"ہونا ہے چاچا.. ہمیں کر لو.."

UrduPhoto.com

"کرو جی حافظ جی.."

"تو پھر پڑھو بسم اللہ.." حافظ جی اس اقرار سے دلیر ہو گئے.. انہوں نے کلمہ دوہرایا.. گوبند اور نونہال کی سمجھ میں ظاہر ہے، کچھ نہ آیا پر انہوں نے اپنے حساب سے کچھ دوہرا دیا..

جاتے جاتے حافظ جی نے ایک اور مسئلہ کھڑا کر دیا.. "چوہدری" انہوں نے اپنی ناکارہ آنکھ میچ کر اور کارآمد آنکھ ذرا کھول کر کہا.. "یہ ختنے بیٹھے ہوئے ہیں؟"

"ہیں؟" بخت جہان نے بوکھلا کر ان دونوں کے تہبندوں کی جانب دیکھا جیسے وہ اُن کے پار دیکھ کر بتا سکتا ہو. پھر اُس نے ذرا طیش میں آ کر کہا "ضروری ہے؟"

"بہت ہی ضروری ہے.. ایک مسلمان کا طرہ امتیاز یہی ہے چوہدری.."

"پر یہ طرہ نہ ہو تو کیا فرق پڑتا ہے. کسی نے ان کڑیل جوانوں کے تہبندوں میں جھاتیاں مار کر پتہ کرنا ہے کہ بیٹھے ہیں کہ نہیں.."

UrduPhoto.com

"تیری مرضی ہے چوہدری.. پر ایک بات میری گٹھ کے پلے باندھ لے.. تو بیشک روزانہ مجھے گندم کی روٹیاں دیتا ہے، جمعرات کی جمعرات حلوہ بھیجتا ہے جس میں میٹھا ہمیشہ کم ہوتا ہے پر کل کلاں کو تو نے ان کے بیاہ کرنے ہیں ناں تو میں نے ان کا نکاح نہیں پڑھنا کیونکہ میں تو جانتا ہوں ناں کہ یہ منہ زبانی مسلمان ہوئے ہیں جبکہ نیچے سے ابھی تک سردار ہیں."

دھمکی ذرا تشویشناک تھی، وہ جاٹوں کے اس قصبے کے واحد مولوی صاحب تھے اور ایک مدت سے تھے، ان کے سارے مُردے نہلاتے تھے اور سارے نکاح وہی پڑھتے تھے.. بخت جہان نے ذرا منت سماجت کی، دانے ڈنکے کے دعوے کیے پر حافظ جی ڈٹے رہے.. وہ بے شک دین مذہب کے معاملے میں جاٹوں کو [illegible] بہت چھوٹ دیتے رہتے تھے پر یہ معاملہ ذرا زیادہ شرعی اور بنیادی نوعیت کا تھا.. "چل، بخت جہان [illegible] میں آنکھیں بند کر کے کل کلاں ان کے نکاح پڑھ دیتا ہوں پر اگلی صبح کل عالم کو علم ہو جائے گا کہ یہ ختنے نہیں بیٹھے ہوئے.. وہ والا کام جوں کا توں ہے.."

"پر کیسے.." بخت جہان کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ حافظ جی کی کارآمد آنکھ بھی پھوڑ دے.. "اگر تو نہیں بتائے گا تو کل عالم کو کیسے علم ہو جائے گا.."

"جس کو بیاہ کر لاؤ گے ناں وہ بھولی رانی.. اگلی سویر دوہائی دے رہی ہوگی کوٹھے کی چھت پر کھڑے ہو کر کہ لوگو.. دے لوگو.."

راستے میں ایک ایسی دیوار آ گئی تھی جسے انسان پھاند کر اگر دوسری جانب چلا بھی جائے تو وہاں ایک نوبیاہتا دولہن کوٹھے کی چھت پر سر پہ ہاتھ رکھے دوہائی دے رہی ہے کہ لوگو.. دے لوگو.. وہ والا کام جوں کا توں ہے..

شام اُترنے سے پہلے پہلے امرت کور، حالیہ کنیز فاطمہ نے اس حویلی نما گھر کے سارے انتظامات سنبھال لیے تھے.. قائم دین مصلی جو سرِ شام تین بھینسوں کا دودھ دوہ کر کنویں سے چھتا دودھ بھری گاگر چھلکاتا، آدھے دودھ سے گاگر

[illegible] میں چھڑکاؤ کرتا حویلی میں داخل ہوا تو کنیز فاطمہ نے آگے بڑھ کر دودھ کی گاگر اس کے سر سے یوں اُتاری جیسے [illegible] سے پیار کرتی آئی ہو۔ دودھ چاٹی میں اُنڈیل کر اس نے اُسے اُپلوں کی سلگتی آگ پر چڑھا دیا۔ تینوں گھوڑیوں [illegible] بھینس کو چارا ڈالا۔ لالٹین روشن کی اور ہانڈی چولہے پر رکھ کر آٹا گوندھنے لگی۔

یہ تمام تر معمولات جو بیولہتاں سنگھ کے گھر والے تھے کہ جاٹوں کے شب و روز میں کچھ زیادہ فرق نہیں [illegible] بیٹے جیسا کہ وہ ہر شام بیٹھتے تھے اپنی ماں کے گھٹنوں کے ساتھ لگے بیٹھے اُس سے لاڈ کر رہے تھے۔

اُن کے لیے بھی کچھ نہ بدلا تھا۔ سوائے باپ کے اور دھرم کے۔

ویٹوتائی منہ اندھیرے بیدار ہو کر اپنا تاریخی اُسترا سان پر لگاتا تیز کر رہا تھا۔ یہ وہی قدیمی اُسترا تھا جو اُس نے [illegible] پشتر ایمن آباد کے بیساکھی کے میلے میں سستے داموں خرید لیا تھا۔

ایک پُرجوش جھگڑا ڈالتے [illegible] اپنے گھر سے [illegible] میں گم میلے میں اُسترے کی ایک دوکان کا کوئی جواز نہیں بنتا پر [illegible] کہ چھڑ جوانی کے [illegible] میں بدمست مسلمان نوجوان جاٹ وزیرآباد سے پانچ ہات تیز دھار اُسترے خرید [illegible] جب میلہ جوبن پر آ جاتا تو وہ سکھ نوجوانوں کو للکارتے اُسترے لہراتے میدان میں آ جاتے [illegible] سردارو آج [illegible] سے تمہاری داڑھیاں صفاچٹ کر دیتی ہیں۔ کیس کاٹ دیتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی تمہارے بال ہوتے [illegible]

[illegible] عام طور پر اس خطاب کے بعد مناسب قسم کا دنگا فساد ہو جاتا۔ کچھ سر پھٹتے۔ کچھ خون بہتا جو [illegible] میلے کا معمول [illegible] اُسترے چوہدری حضرات اور دل لگی کی خاطر لہرائے گئے تھے تو اس میلے ٹھیلے کے بعد انہیں نائی [illegible] جان کر جو کوئی بھی [illegible] اُسے کوڑیوں کے [illegible] فروخت کر دیے جاتے۔

تو وہی پانچ برس پرانا کوڑیوں [illegible] سان پر تیز کر رہا تھا جس کے ساتھ نہ [illegible] نے اپنے چوہدریوں کی داڑھیاں مونڈھی تھیں بلکہ اپنی گدی کے لیے چارا بھی باقاعدگی سے کاٹا تھا۔

ویٹو کے اُسترے کے چلنے کے بعد چوہدری حضرات کے گاؤں پر کپاس کی ایک فصل کے پچھاڑے بہا دیے [illegible] کے نیچے ایک گھاؤ ہوتا اور دو پچھاڑے لہو سے سرخ ہوتے جاتے۔

آج ویٹوتائی کے اس اُسترے کا امتحان تھا۔۔۔ اُس نے دو سرداروں کے ختنے کرنے تھے۔

اس ویٹو کے بہشتی باپ اللہ رکھے نے چوہدری بخت جہان کے ختنے کیے تھے۔

بخت جہان کو یہ المیہ کچھ کچھ یاد تھا۔ یہ یاد تھا کہ وہ یکدم مختصر ہو گیا تھا۔ وہ تو صرف تین برس کا تھا جب یہ وقوعہ ظہور [illegible] اور اللہ رکھے نے اسے دو اینٹوں پر بٹھا کر کہا تھا۔ اوپر دیکھو۔ ایک چیل گدھا اٹھائے لیے جا رہی ہے اور جب [illegible] اوپر دیکھا تو نیچے سے اس کا کام تمام ہو گیا تھا، پر یہاں معاملہ کچھ پیچیدہ تھا۔

وہ دونوں تین برس کے نہ تھے اور انہیں دو اینٹوں پر بٹھا کر نیچے نہیں دیا جا سکتا تھا کہ اوپر دیکھو۔ اس عمل کے لیے [illegible] درکار تھی جس کا گاؤں میں کچھ تصور نہ تھا۔ سردیوں، گرمیوں میں بھی پیار کے اندر اور کبھی چھت پر سب کی۔۔

ماؤں، بہنوں.. باپ کی.. بہو کی.. بیٹے کی چارپائیاں قطار اندر قطار بچھتی تھیں اور اس کے باوجود بچے باقاعدگی سے پیدا ہوتے چلے جاتے تھے کہ برابر کی چارپائی کے پائے اگر لرزش میں آتے تھے تو درگذر کر دیا جاتا تھا تو ایک مکمل الگ تنہائی کا ان زمانوں میں کچھ تصور نہ تھا۔

مسئلہ یہ تھا کہ گوبند اور نونہال کو کہاں ایک ایسی الگ تنہائی میں بٹھایا جائے کہ دیونائی کا اُسترا کام دکھا جائے۔

کہاں؟..

صرف مٹی کے بھڑولے تھے۔ پچھلی اندھیاری کوٹھڑیوں میں جن کے اندر اجناس کا ذخیرہ کیا جاتا تھا..

دیونائی نے باری باری.. پہلے گوبند کو اور پھر نونہال کو ایک خالی بھڑولے میں اُتارا اور پھر خود اتر کر اپنے قدیمی اُسترے کے بھرپور وار کر کے اُن سردار بچوں کے ختنے کر دیئے..

اُن کی ہولناک چیخیں بھڑولوں میں سے برآمد ہو کر پورے گاؤں کو پکارنے لگیں.. اور خون اتنا بہا کہ بھڑولے سُرخ ہو گئے..

دیونائی بھڑولے [illegible] سے نکلا، اپنا خون آلود اُسترا ایک جہادی کی تلوار کی [illegible] لہراتا نکلا اور بخت جہاں نے نہ صرف اُس کی جھولی اجناس سے بھر دی بلکہ اُس کی ہتھیلی پر چاندی کا ایک روپیہ بھی رکھ دیا.. کام تمام ہو چکا تھا.. نونہال سنگھ غلام محمد ہو چکا تھا اور گوبند سنگھ فتح محمد۔

[illegible] کی یہ باتیں کو بخت بھلا دی ہیں پر جس روز امرت کور اپنے بیٹوں کے ہمراہ بخت جہاں کے گھر میں داخل ہوئی تھی اور اُس شام جب وہ امرت کور اُس کے گھر پر قابض ہو کر چولہے کے آگے بیٹھ گئی تھی.. بھاگ بھری نے اپنے بچوں کو سینے سے لگایا اور ہمیشہ کے لیے بخت جہاں کی چوکھٹ نہایت خاموشی سے [illegible] کر کے چلی گئی تھی.. بخت جہاں نے کئی روز تک اُس کی گمشدگی [illegible] بدن میں کسمسا رہا تھا..

''یہ بھاگ بھری کہاں دفعان ہو گئی ہے.. میرے بچے بھی لے گئی ہے..''

✦ .... ✦

ایک مرد اور وہ بھی 1930ء کے لگ بھگ زمانوں کا مرد، ایک تہذیب سے بچھڑے ہوئے گاؤں میں حیات [illegible] اور مستزاد یہ کہ ایک جاٹ مرد.. تو اُس کی انا اُس کے قد سے بھی بلند ہوتی ہے اور اگر وہ دراز قامت بخت [illegible] ہو تو اُس کی انا تو عرشوں کو جا چھوتی ہے اور ایسی انا کی تسکین ہوتی ہے جب اُسے کتنی بے حساب طمانیت حاصل ہوتی ہے [illegible] ایک عورت نہ صرف اُس کے عشق میں فنا ہو جائے بلکہ اپنا گھر بار خاوند سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اُس کے در پر آ بیٹھے.. [illegible]

[illegible] تو ایک مست ہاتھی کی طرح جھومنے لگتا ہے کہ مجھ میں وہ کشش ہے کہ میں بھرے پرے گھر اجاڑ سکتا [illegible] پر سجدہ ریز [illegible] بخت جہان کو اصولاً تو اپنی مردانہ وجاہت پر ناز ہونا چاہیے تھا کہ امرت کور نے اُس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے تھے پر... یہاں معاملہ سراسر اُلٹ ہو گیا تھا.. جس لمحے امرت کور نے اُس کی چوکھٹ کو پار کیا تھا اُس کے بعد اب تک ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جب [illegible] نے اپنے آپ کو مطعون نہ کیا ہو.. اپنے آپ کو دنیا کا [illegible] ترین اور اخلاق کی عمیق [illegible] میں گرا ہوا بے غیرتی کے [illegible] نہ کیا ہو.. بخت جہان جو یاروں کا یار ایک شخص تھا [illegible] احساس جرم نے پچھاڑ کر رکھ دیا تھا.. بے شک وہ بھی گرفتار ہوا تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عشق آتش کے [illegible] اور دوستیاں پگھل کر پانی ہو جاتی ہیں پر لہناں سنگھ تو منڈھ قدیم سے اُس کا بیلی اور جگری یار تھا.. [illegible] بیساکھی کے میلے میں جب وہ دونوں للکارتے ہوئے داخل ہوتے تھے تو ایک لمحے کے لیے تو پورا میلہ [illegible] سائیں ہو جاتا تھا.. جھولے رک جاتے تھے.. ڈھول خاموش ہو جاتے تھے اور بولیاں بولنے والے [illegible] بھول جاتے تھے.. کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ اُن کے ساتھ ڈانگ سوٹا کر سکے.. وہ ایک دوسرے کے لیے جان دینے والے.. ایک دوسرے کی عزت کے رکھوالے تھے.. راہ چلتے ہوئے اگر بخت جہان کو شائبہ بھی ہوتا [illegible] درخت میں کسی پرندے کی کوک میں لہناں سنگھ سے ناپسندیدگی کی جھلک ہے تو وہ اُس درخت پر چڑھ کر [illegible] کی جان لے لینا چاہتا تھا۔

تو اُس بے غیرت بخت جہان نے اپنے یار لہناں سنگھ کے گھر پر ہی ڈاکہ ڈال دیا تھا.. آئی تو وہ اپنی مرضی سے تھی [illegible] جانتا تھا کہ وہ اسے بھگا کر لایا ہے..

UrduPhoto.com

یہ احساسِ جرم اُس کے گلے میں ایک پھندے کی مانند ہر لحہ کسا جا رہا تھا اور وہ سانس نہ لے سکتا تھا، مسلسل اپنے آپ کو مطعون کرتا خلفشار میں مبتلا تھا.. اگر لہناں سنگھ میری گھر والی بھاگ بھری کو بھگا کر لے جاتا بچوں سمیت تو میں کیا محسوس کرتا.. اور اس کا جواب آتا کہ لہناں سنگھ تم جتنا ذلیل اور بے غیرت ہو ہی نہیں سکتا..

کبھی اُس کے دل میں آتا کہ وہ امرت کور، گوبند اور نونہال کو آگے لگائے اور ڈنگروں کی طرح ہانکتا ہت کلاں لے جائے اور لہناں سنگھ کے پاؤں پڑ جائے۔ وہ شائد ایسا کر گزرتا اگر اس وقتی ہیجان میں امرت کور کنیز فاطمہ نہ ہو گئی ہوتی اور وہ دونوں فتح محمد اور غلام محمد نہ کر دیے گئے ہوتے..

وہ اس کرب کو تا دیر سہہ نہ سکا۔

مُشکی بدن کی، پسینے سے تر... اُتھری گھوڑی سرِ شام ہت کلاں کی جانب اُڑی جا رہی تھی.. سورج کی آخری بجھتی ہوئی زرد کرنیں جب کسی زاویے سے اُس کے تر بتر جُثے پر اترتیں تو پھیلے میں کہیں روشن اور تیکھی ہو کر نکلتیں اور اگر کوئی دیکھنے والا ہوتا تو اُس کی [illegible] چندھیا دیتیں۔

اُس کے سموں تلے سٹیشن سے پرے قبرستان کی کچھ کچی قبریں بھی آئیں اور وہ انہیں [illegible] روندتی ہوئی نکل گئی۔ چار [illegible] کے ہرے بھرے کھیتوں میں سے.. جن زمینوں میں [illegible] چکا تھا اور جنہیں [illegible] ہموار کر دیا گیا تھا۔ جنگلی بیری کا [illegible] اور بہاؤ میں کچھ فرق نہ آتا [illegible] اگرچہ آج اُس کی پشت پر جہان خان کے علاوہ اُس کا احساسِ جُرم بھی بوجھ ہو رہا تھا۔

لہناں سنگھ نے اپنی [illegible] میں کیکر کی شراب کے مٹکے میں سے ابھی [illegible] کا کچا پیالہ بھرا ہی تھا اور اُسے ہونٹوں سے لگایا ہی تھا کہ بخت جہان آ گیا، دُھول میں اٹا.. جہاں تک کہ پردھول یہاں تک نیلی آنکھوں میں دھول.. راستے کی بھی اور شرمندگی کی بھی.. اور وہ کچھ کہے سُنے بغیر گردن جھکا کر ایک کونے میں بیٹھ گیا ایک ایسے مجرم کی مانند جو بخوشی اپنی گردن کٹوا دینے کے لیے آ گیا ہو.. لہناں سنگھ اپنی شراب سلور یا پیتل کے گلاسوں میں بھر کر نہیں پیتا تھا بلکہ گاؤں کا کمہار خصوصی طور پر اپنے اس سردار کے لیے چاک پر پتلے چٹنگ ایسے پیالے ڈھالتا تھا کہ ان کی مٹی کے آر پار دیکھا جا سکتا تھا.. اور ان پیالوں کو چاک پر ڈھالتے ہوئے وہ اپنا سانس روک لیتا تھا کہ ذرا سانس لیا تو وہ پیالہ اتنا باریک اور نازک کہ ڈھے جاتا تھا۔

بخت جہان کو دیکھ کر لہناں سنگھ کے چہرے پر نہ کوئی اشتعال پھوٹا اور نہ ہی آنکھوں میں کسی شکایت کا پرتو تیرا.. اس نے ایک پتلا چٹنگ نازک پیالہ بھر کر اس کی جانب بڑھا دیا.. اور وہ اُسے قبول کر کے سر جھکائے ایک ہی ڈیک میں پی گیا.. اپنے اندر اُنڈیل لیا.. نظریں نیچی کیے ایک مُجرم بچے کی مانند سر جھکائے بیٹھا رہا۔

اُن کے درمیان کسی زمانے میں گفتگو اور لطف کا جو دریا پرشور اور وحشی ہوا کرتا تھا وہ تھم چکا تھا.. ساکت ہو گیا تھا.. جیسے ہر لہر کے ہونٹوں پر ایسے قفل پڑ گئے ہوں جن کی چابیاں گم ہو گئی ہوں..

جب شراب کا مٹکا آدھے سے کم رہ گیا.. چار پانچ پیالوں کے خاموش گھونٹوں کے بعد لہناں سنگھ نے اپنی داڑھی

تھوڑے سے ٹھٹکا کیا اور یوں بولا جیسے خمار میں نہیں ایک خواب میں بولتا ہو، جہانیاں...زن، تلوار اور گھوڑا کسی کے سگے نہیں ہوتے، کسی سے وفا نہیں کرتے...ان کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا..اُس گھوڑے پر کیا سواری کرنی جسے تمہارا وجود بوجھ محسوس ہونے لگے..اُس تلوار کو نیام میں کیا رکھنا جو تمہارے ہاتھ میں تو ہے اور خود بخود وار نہ کرے..اور گھوڑے کی طرح ہی وہ زن بھی کس کام کی جسے تمہارا وجود بوجھ لگنے لگے...ان تینوں کو اگر وہ تمہارے پاس نہ رہنا چاہیں تو کھلا چھوڑ دو..انہیں آزاد کر دو، جہاں اُن کا جی چاہے جانے دو..انہیں اپنی انا کی دیوار سے روکنے کی کوشش مت کرو، جانے دو..جہانیاں، گھوڑے بھی بہت، تلواریں بھی بہت اور زنوں کی بھی کچھ تھوڑ نہیں..البتہ یاروں کی بہت تھوڑ، بہت کمی ہوتی ہے...تو چنتا نہ کر..اپنے من کے جرم کو بھول جا اور گامو کمہار کے کچے پتلے چنگ..شیشہ پیالے میں سے شراب کا ایک اور گھونٹ بھر..زن، تلوار اور گھوڑا آج تک کسی کے نہیں ہوئے..تیرے بھی نہیں ہوں گے..

UrduPhoto.com

موج بچوں کی تھی..

محمد جہان نمبردار کے کھودے جانے والے کنویں میں سے نکلنے والی مٹی کے انباروں پر وہ اپنے آپ کو سنبھالتے..کنویں میں گرنے سے بچاتے سرِ سویرے سے شام ڈھلنے تک تقریباً بھوکے پیاسے بیٹھے اُس کی گہرائی میں اشتیاق اور اُمید سے جھانکتے رہتے..کہ اُن کے یوں مسلسل پہرا دینے کا جھانکنے کا ایک سبب تھا..ایک خاص گہرائی تک مزدوروں سے مٹی کھدوانے کے بعد وہ دونوں کرم داد اور مولا داد اُس گہرائی میں اُتر گئے..ایک چھڑی کے ساتھ سوت کا دھاگا باندھ کر اور اُس چھڑی کو درمیان میں گاڑ کر دھاگے کی مدد سے ایک دائرے کا تعین کیا. پھر اُس مٹی میں ایک ایک اینٹ ترچھے رُخ [illegible] کی ایک گولائی اُبھرتی گئی اور کنویں کی ابتدائی ہیئت دکھائی دینے لگی..

یہ کنویں کی گولائی کی ابتدا تھی..

اور اس ابتداء پر [illegible] کی چنائی کرتے اینٹوں کا یہ دائرہ روز بہ روز بلند ہوتا چلا گیا. یہاں تک کہ ایک سربریدہ مینار کی مانند سطحِ زمین میں سے نمودار ہو کر [illegible] لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے لگا اور پھر اُن سے بھی اونچا ہو گیا..

اور اس کے بعد جو ظہور میں آیا اُس پر بچے تو کیا محمد جہان خود اور اُس کی برادری بھی یقین نہ کر سکی..

کرم داد اور مولا داد پھر سے کنویں کے اندر اُتر گئے اور مزدوروں کی بجائے وہ دونوں خود ایک خاص حساب کتاب سے اینٹوں کی بنیاد تلے کی مٹی کھودنے لگے..اور پھر بہت آہستگی سے اُن کے کھودنے سے جو خلاء وجود میں آیا تھا اُس کے اندر اینٹوں کا وہ گول سربریدہ مینار دھنسنے لگا یہاں تک کہ وہ اُس میں دفن ہوتا سطحِ زمین کے برابر آ گیا.

اُنہوں نے کھدائی روک دی..

پورے دنیا پور میں ہی نہیں آس پاس کے سب دیہات میں جیسے منادی کر دی گئی ہو ایسے ہر ایک کو خبر ہو گئی کہ اینٹوں کی گولائی تہہ تک دھنس چکی ہے اور کل اُنہوں نے جو کنواں کھودنے کے ماہر ہیں اُنہوں نے کل سویر کنویں میں اُتر کر تہہ کی گیلی مٹی پر چند کدالیں چلانی ہیں اور اُس میں سے پانیوں کے جھرنے اُبلنے لگیں گے اور وہ اس کنوارے کنویں کو لبریز کر دیں گے..اگر وہاں پانی ہوئے تو..

UrduPhoto.com

کُل عالم کو علم ہو گیا کہ کل سویر...

اور اُس سویر ہل چلانے والوں نے ہل چھوڑ دیے...

چاٹیوں میں دودھ بلونے والی جٹیوں نے مدھانیاں روک کر رِڑکنا ترک کر دیا.. فجر کی اذان بلند کرکے امامت کروانے کے بعد سلام پھیرتے ہی حافظ جی اپنی ایک کار آمد آنکھ سے راستہ تلاش کرتے محمد جہان کے گھر کی جانب چل دیے اور محمد جہان کی گھر والی بہشت بی بی جو شریکوں کے طعنے سُن سُن کر تنگ آ چکی تھی کہ ذرا دیکھو کہ اِس کے گھر والے کو کس کھا گیا ہے ایک ویرانے میں کنواں کھدوا رہا ہے.. اپنے کنک کے بھڑولے خالی کر رہا ہے.. اول تو وہاں سے پانی نکلے گا ہی نہیں اور اگر نکل آیا تو اُس سے فائدہ.. اُس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو اور آخری اولاد ایک دس برس کے بیٹے [illegible] جہان کو نئے کپڑے پہنائے اور کنویں کی جانب روانہ ہو گئی کہ اُسے ہمیشہ سے یقین کامل تھا کہ اگر محمد جہان اپنا سب کچھ [illegible] کر اس ویرانے میں ایک کنواں کھدوا رہا ہے تو اس میں حکمت ہے اس میں سے پانی ضرور نمودار ہوں گے اور.. [illegible] سے آئے ویرانے کو [illegible] کر دیں گے.

آس پاس کے دیہات.. پیر کوٹ.. منت کلاں.. بیکا چیمہ کی جانب سے بھی لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ چلے آتے تھے.

دنیا [illegible] تو اُس سویر تقریباً ویران ہو گیا.

UrduPhoto.com

[illegible] سوائے [illegible] کے جو شب بھر مشقت کرتا رہا تھا اور ایک اکڑ چکے اور نڈھال ہو چکے بدن کے ساتھ نیند میں بے سُدھ پڑا تھا اُس کے برابر [illegible] کنیز فاطمہ خراٹے لے رہی تھی جو اُس کے نڈھال پن کا باعث تھی..

پیار کی پچھلی کو [illegible] وہ دونوں اب بھی نیند میں کراہتے تھے کہ اُن کے زخم ابھی ہرے تھے.. اُنھیں اپنی ماں کی [illegible] بہت اذیت ناک قیمت ادا کرنی [illegible] جن کے اندر [illegible] تالی کے کُند اُسترے سے ختنہ کر دیا تھا.. اگرچہ ان کے زخم مندمل ہو رہے تھے اور اب وہ ٹانگیں پھیلا کر نہ چلتے تھے.. خاصا افاقہ ہو چکا تھا.

اُسے خیال ہی نہ رہا تھا محمد جہان جس بے چینی اور ذہنی تناؤ کا شکار تھا اُس نے اُسے بھلا دیا تھا کہ کنویں کی [illegible] کے لیے حافظ جی کو سدا بھیجنا ہے اور وہ بھلے مانس خود ہی چلے آ رہے تھے بن بلائے.. ایک ہجوم اُمڈا ہوا تھا [illegible] محمد جہان پرے پرے کرتا حافظ جی کا شکر گزار ہوتا اُنھیں کنویں کے کنارے پر لے گیا اور اُن کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رکھا کہ وہ اُن کی ایک آنکھ کی کمی کو جانتے ہوئے احتیاط کرتا تھا کہ کہیں حافظ صاحب اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کنویں میں لڑھک نہ جائیں..

اُنھوں نے کنویں میں سے برآمد ہونے والی مٹی کے ڈھیر پر بمشکل کھڑے ہو کر جب سر جھکا کر ہاتھ باندھے بہت مدھم آواز میں ایک پُر شور کھنگورے کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو بھنبھناتا ہوا ہجوم خاموش ہو گیا.. پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا نہ کرو گے والی آیت کی تلاوت کی اور پھر کنویں کے متوقع پانیوں اور محمد جہان نمبردار اور اُس

کی آل اولاد کی سلامتی اور خوشحالی کی دُعا کی..

جونہی ”آمین“ کی گونج معدوم ہوئی کرم داد اور مولا داد لنگوٹ باندھے ہوئے آخری بار کنویں میں اُتر گئے... پر پچھا جو جاٹ کے باغ کی مینڈھوں پر اگائے دیسی گلاب کی جھاڑیوں سے حاصل کردہ پھول پھینکے گئے..

اُن کے کنویں میں اُترتے ہی ہر سو سناٹا چھا گیا. گہرائی میں وہ دونوں ایک نیم اندھیرے میں کدالیں چلا رہے تھے.. اُن کی ہولے ہولے ٹھک ٹھک کرتی آواز اوپر سطح تک آتی منتظر لوگوں کے دلوں پر لگتی دھک دھک کرتی تھی.. وہ سب تو کنویں کے گرد ہجوم کرتے تھے پر محمد جہان ان سے پرے گنے کے ایک کھیت کے قریب ایک مینڈھ پر بیٹھا ایک عجب سوگواری میں ایک موٹے پونے گنے کا چھلکا اپنے مضبوط دانتوں سے اُتارتا تھا پر اُس کے اندر سے ظاہر ہوتی سفید مٹھاس کے گودے کو چوستا نہ تھا صرف چھلکا چھیلتا جاتا تھا کہ اُس کے اندر ایک اضطراب تھا جسے وہ گنا چھیلنے کے عمل میں بھول جانے کی سعی کر رہا تھا کہ.. اگر پانی نہ برآمد ہوئے تو..

ہر کھودے جانے والے کنویں کے اندر سے پانی نہ نکلتا تھا.. یا تو پانی اتنی گہرائی میں ہوتے کہ اُن تک پہنچنا ممکن نہ ہوتا اور یا پھر حساب کتاب میں کچھ غلطی ہو جاتی.. اُس برس پانچ میں سے تین کھودے گئے کنویں ایسے تھے جن میں سے پانی نہ نکلا تھا اور اُن زمینداروں کی جنہوں نے ان کے کھدوانے اور تعمیر پر اپنی جمع پونجی صرف کر دی تھی اُن کی کل حیات اور اثاثہ اکارت گیا تھا اور اُن میں سے ایک مجذوب ہو کر قبرستان میں جا بیٹھا تھا۔

[illegible] کی پر یہ حافظ جی کی اکلوتی آنکھ تھی جو کنویں کی گہرائی میں اُتری اور پانی سے بھیگ گئی ”اوئے لوگو“ اُنہوں نے شور مچا دیا ”پانی“

کنویں کی تہہ میں جو کیچڑ تھا، اُس میں سے ان دونوں کی کدالوں کی مسلسل ضربوں سے.. کچھ بلبلے سے اُٹھنے لگے اور پھر یکدم وہ بلبلے ایک شفاف صاف ستھرے پانی کے فوارے میں بدل گئے.. اور وہ پانی اُبلتے تھے اور بے قابو ہوتے جاتے تھے.. اُنہوں نے کنویں کی تہہ کو [illegible] کیا [illegible] اٹکھیلیاں کرتے اُسے بھرنے لگے، اونچے ہوتے ہو گئے یہاں تک کہ کناروں پر بیٹھے ہوئے لوگ جھجک کر ذرا پیچھے ہونے لگے کہ کہیں یہ پانی جو اتنے بے مہار اونچے ہوتے چلے آتے ہیں ہمیں بہا کر نہ لے جائیں..

اور اُن پانیوں میں کرم داد اور مولا داد بھی پر مسرت چیخیں مارتے ڈبکیاں لگاتے بلند ہوتے کناروں کے قریب آ رہے تھے..

محمد جہان نے حافظ جی کی اس صدا پر کہ.. اوئے لوگو.. پانی.. گنے کے گودے میں اپنے دانت گاڑے اور اُسے ہونٹوں میں دبا کر اُس کا سارا رس اپنے گلے میں اُتارا اور مسکرانے لگا جیسے مہاتما بدھ نروان حاصل کرنے پر.. ایک راہبہ بی بی مریم کو خواب میں دیکھنے پر، ایک میرا کرشن کی شکل دیکھنے پر اور ایک سوہنی مہینوال کو دریا پار کر کے آنے پر دیکھتی ہے اور مسکراتی ہے ایسے وہ مسکرایا کہ اُس کا خواب مکمل ہو گیا تھا..

اگرچہ وہاں بچوں کی موج تھی..

لیکن بہت سے بڑے بھی اُن کے اشتیاق میں شامل تھے..

وہ سب کے سب صرف کنویں کی تہہ میں سے نکلنے والے پانیوں کو تکنے نہیں آئے تھے ایک اور سبب بھی تھا..

اگر وہ ہر روز بلا ناغہ سارا سارا دن وہاں بھوکے پیاسے بیٹھے رہتے تھے، جھانکتے رہتے تھے تو پانیوں کے لیے تو [illegible] سبب ایک اور تھا..

اُن سب کے اندر مدت قدیم سے ایک حکائت ایک روائت چلی آتی تھی جو سینوں میں سفر کرتی چلی آتی تھی.. کہ جب کبھی.. کہیں بھی.. ایک کنواں کھودا جاتا ہے.. کھدائی ہوتی ہے تو اس روز جب اس کی تہہ میں سے پہلے پانی اُبلتے ہیں تو [illegible] بسیرا کرنے والی مخلوق.. بونے.. انسانی شکلوں والے بالشت بھر کے.. بہت بے آرام ہو کر کنویں کی تہہ میں سے نکلتے ہیں، اُبھرتے ہوئے پانیوں میں ڈبکیاں کھاتے سطح تک آتے ہیں اور پھر اس سے پیشتر کہ کوئی انہیں دیکھ پائے وہ [illegible] آنکھوں میں دھول جھونکتے.. نظر نہ آتے.. نکلتے ہیں اور آس پاس کے کھیتوں میں گم ہو جاتے ہیں اور اس کے [illegible] کچھ سراغ نہیں ملتا..

وہ صرف اس صورت میں نظر آتے ہیں [illegible] کنویں کی تہہ [illegible] سے پھوٹنے والے پہلے پانیوں کو ٹکٹکی [illegible] دیکھتے رہیں اور آنکھیں [illegible] جھپکیں.. آنکھ کے جھپکنے کے پل میں وہ نمودار ہوتے ہیں اور اسی پل اُچھلتے ہوئے کنویں [illegible] سے برآمد ہو کر آس پاس کی دنیا میں غائب ہو جاتے ہیں.. اسی لیے ہر کسی کی خاص طور پر بچوں کی انتہائی کوشش تھی کہ وہ [illegible] آنکھیں جھپکیں..

[illegible] نے ناک میں

UrduPhoto.com

[illegible] اور منمنا کر کہا..

"بونے"

ہر کوئی آس پاس دیکھنے پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا..

"اوئے کہاں ہیں.. کہاں [illegible]"

"میں نے دیکھے ہیں.. میں نے دیکھے ہیں.. وہ میرے قریب سے گزر کر کماد کے کھیت میں گھس گئے.."

کچھ لوگ اٹھے اور گھنے کماد کے اندر چلے گئے.. اس بچے کے بیان میں اتنا اعتماد تھا کہ اُس کی شہہ پا کر ایک بزرگ [illegible] اعلان کر دیا کہ مجھے نظر تو نہیں آئے.. پر وہ میری بغلوں میں سے گزر گئے ہیں اور مجھے کچھ گدگدی سی ہوئی ہے..

اور تب نذرے میراثی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کانوں کی لویں چھوتے ہوئے توبہ توبہ کی.. اللہ کو جان دینی [illegible] ایک بونا پانی کی سطح پر تیرتا ڈوبنے کو تھا کہ میں نے اپنی شہادت کی اُنگلی آگے کر دی اور وہ اُچک کر اُس پر بیٹھ گیا، [illegible] دیکھ کر آنکھ ماری اور یہ جا وہ جا.. بھاگ لگے رہیں اُس بونے نے چوہدری محمد جہان نمبردار اسکی پگڑی [illegible] ہوئی تھی..

اُدھر محمد جہان کھیت کی منڈیر پر بیٹھا گنا چھیلتا اُس کے گودے میں سے رس کو چوستا آپ ہی آپ مسکراتا جاتا تھا کہ [illegible] کنویں میں سے پانی نکل آئے تھے.. لوگ بہشت بی بی کو مبارکیں دے رہے تھے اور اُس کی دونوں بیٹیاں اور اکلوتا [illegible] بچے کے گرد ہو کر اُس سے سوال جواب کرتے تھے کہ یہ بونے کتنے بڑے تھے.. ہم سے بھی چھوٹے تھے اور انہیں

اپنے بچوں کو دیکھ کر محمد جہان کی مسکراہٹ سٹ گئی.. اس کے کلیجے میں جدائی کی برچھی کھب گئی.. کاش آج ماہلو بھی زندہ ہوتی.. یہ دن دیکھتی کہ اس کے باپ کے کھدوائے ہوئے کنویں میں سے ایسے پانی بہہ نکلیں گے جو اس ویرانے کو یوں سیراب کریں گے کہ دنوں میں یہاں شیشم کے ایسے شجر سر بلند ہو جائیں گے کہ ہر شجر کی ٹہنیوں سے ایک جھولا بندھا ہوگا وہ جس جھولے پر مرضی جھولے.. اگر وہ زندہ ہوتی۔

✦.......✦

UrduPhoto.com

بے سدھ پڑے.. رات بھر کی مشقت کے بعد بدن کو آرام دیتے.. بخت جہان کو محسوس ہوا کہ اس کی چھاتی [illegible] ہے۔

[illegible] کھلتے نہ تھے نیند بھر [illegible] کوشش کرتے وہ انہیں کھولتے تو [illegible] جاتے.. صحن میں سویر کی دھوپ اتری [illegible]

[illegible] کی کھلی آنکھوں نے دھوپ کو تو بعد میں محسوس کیا پر اس سے پیشتر اسے اپنے سینے پر سوار نیند کی [illegible] عجیب سی مخلوق نظر آئی. جیسے چھوٹے چھوٹے گڈے ہوتے ہیں، نین نقش انسان والے پر قد قامت میں [illegible]

جب وہ افیون کی دو تین گولیاں بالائی کے ساتھ نگل کر اونگھ میں چلا جاتا تھا تو اسے بہت کچھ نظر آتا تھا، عجیب [illegible] خواب اور [illegible] جو ابھی واضح ہوتیں اور ابھی پگھل کر کسی اور شکل میں ڈھلنے لگتیں.. پر ابھی تو اس کے حلق میں [illegible] خوف کی اس تھوک [illegible] کچھ نہ گیا تھا جو اس نے اس مخلوق کو دیکھ کر نگلی تھی... [illegible] پہر کی افیون کا اثر تو نہیں ہو [illegible] اس مخلوق کی موجودگی کا سب [illegible] پر اتنا بوجھ تھا کہ اگر وہ اپنی چارپائی سے [illegible] چاہتا تو اٹھ نہ سکتا تھا.. ان میں سے ایک کے پورے اور سر پر اس کے بھائی محمد جہان ایسی پگڑی بھی بندھی تھی..

"[illegible] کون ہو.. کڑی یا ہوے کون ہو.." اس کی آواز گلے میں سے ڈر کے مارے نکلتی نہ تھی..

تو ان میں سے وہ بالشتیا جس نے پگڑی باندھ رکھی تھی اس کا شملہ اونچا کر کے بولا.. اور اس کی آواز اس کے [illegible] بلند تھی.. ہم تمہارے بھرا محمد جہان کے کنویں میں سے نکلنے والے بونے ہیں.. اچھے بھلے زمین کے اندر آباد اور [illegible] تھے اور پھر کرم داد اور مولا داد کی کدالوں نے ہمارے گھر ڈھا دیے.. ہم بے گھر ہو گئے، اب گھر کہاں کریں..

[illegible] گھر میں بہت جگہ ہے تو ہم اسی میں آباد ہو جاتے ہیں۔

"کڑی یا ہوے.." نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں سے نکل گیا..

"ہمیں گالیاں نہ دو بخت جہان.." ایک نہایت درویش قسم کا بونا بولا.. "ورنہ.."

بخت جہان لرز گیا...

جس کا قد آسمان کو چھوتا تھا.. گلی میں سے گزرتا تھا تو گھروندے مختصر ہو جاتے تھے، وہ لرز گیا.. یہی قیاس کرنے

کی کوشش کرتا رہا کہ یہ سچ مچ کے نہیں.. وہم کی پیداوار ہیں.. بھٹنے اور بلائیں ہیں جو اگلے لمحے زائل ہو جائیں گی.. برابر میں امرت کور کے خراٹے صاف سنائی دے رہے تھے..

''نہیں یقین کرتے؟'' اُس ایک بونے نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا اور اپنی برچھی کو بخت جہان کے سینے میں گم دیا. اگرچہ اس برچھی کی نوک ایک سوئی کی نوک جتنی تھی، پر بخت جہان بلبلا اُٹھا ''نہیں کرتے؟''

وہ درد سے کراہ اُٹھا کہ وہ خواب نہ تھے..

اُن میں کوئی بھوریا اور کوئی کالیا تھا.. ایک ڈب کھڑبا تھا.. ایک مونچھوں والا اور ایک برچھی والا تھا.. اور وہ سب حسنِ اخلاق سے مالا مال تھے، تمیز دار تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے الوداعی سلام پیش کیا اور ابھی یہاں تھے اور ابھی وہ وہاں نہیں تھے۔

اُس کے سینے پر پڑا بوجھ زائل ہوا تو اُس نے ایک گہرا سانس لیا.. ایک فالج زدہ حالت میں پڑا رہا.. وہ تحلیل ہو چکے تھے اور اس کے باوجود وہ اُن [illegible] پڑا رہا..

پیارا کی پچھلی کوٹھڑیوں میں گوبند اور نونہال ساری رات کراہنے کے بعد [illegible] نائی کے استرے سے مختصر کر دیے گئے تھے اب [illegible] پڑے تھے.. اُن کے برابر میں جو کوٹھڑی تھی، وہاں بخت جہان کا افیون اور [illegible] کی شراب کے بعد سے من [illegible] ذخیرہ تھا.. ایک اعلیٰ ساخت کا کلکتہ میں تیار کردہ باجہ یا گراموفون تھا اور اُس کے پہلو میں ایک نواری پلنگ نہایت [illegible] ماسٹرز وائس'' پر لگے [illegible] تھا.. یہ گراموفون ریکارڈ بھورے رنگ کے کھردرے کاغذ کی پوشش میں ملفوف تھے۔ [illegible] میں اُن زمانوں برصغیر کی ساری [illegible] آوازیں بھری ہوئی تھیں.. کملا جھریا، عنایت بائی ڈھیر و والی.. یہودی گانگ [illegible] جان کلکتے والی..... مدن اور کندن لال [illegible] آوازیں محفوظ تھیں..

بخت جہان جب دنیا [illegible] کا بھی کچھ اثر نہ ہوتا تو وہ اپنے آپ کو اُدھر کوٹھڑی میں الگ کر لیتا.. سوئیوں کی ڈبیا میں سے ایک سوئی احتیاط سے نکالتا.. اُسے گراموفون کے بازو میں کس کر پسند کے ریکارڈ پر ٹکا دیتا جب وہ ایک خاص رفتار سے گھومنے لگتا..

دنیا پور تو کیا آس پاس کے درجنوں دیہات میں بھی کسی ایک فرد کے پاس گراموفون نہ تھا.. یہ نہیں کہ کوئی استطاعت نہ رکھتا تھا بلکہ نہ کوئی حسِ جمال رکھتا تھا اور نہ ہی کن رس اور بخت جہان لاکھ برا ہونے کے باوجود حسیات کا اسیر تھا۔

یہ ایک بُرا خواب ہی تھا، اُس نے اپنے آپ کو تسلی دی.. بھلا کبھی بونے بھی ہو سکتے ہیں.. اطمینان اور تسلی کی ایک مسکراہٹ اُس کے لبوں پر تیری لیکن اُسی لمحے گراموفون کی کوٹھڑی میں سے ''بدریا برس گئی اُس پار'' کا دھیما اور مدھر گیت باہر صحن میں اُترتی سویر کی دھوپ میں آ گیا۔

''کنیز فاطمہ..'' اُس نے اپنی خراٹے بھرتی گھر والی کو جھنجھوڑا پر وہ بیدار نہ ہوئی۔

''اوئے امرت کورے..'' اُس نے اُس کا کندھا ہلایا..

UrduPhoto.com

وہ ٹھ اُٹھ بیٹھی.. "کیا ہے جہانیاں؟"

"بونے.. میری کوٹھری میں گھس کر گراموفون بجا رہے ہیں.. سن رہی ہو؟"

"کون سے بونے..؟" امرت کور کے تن بدن میں وہ جان ابھی واپس نہ آئی تھی جو اُس نے پچھلی شب نکال لی تھی۔

"وہی بونے جو میرا باجا بجا رہے ہیں.. سن رہی ہو؟ محمد جہان کے کنویں میں سے نکل کر یہاں آ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب یہیں بسیرا کریں گے.."

امرت کور کے بدن کی چولیں ہل چکی تھیں.. وہ کسل مندی سے ایک کروٹ لے کر بولی.. "جہانیاں.. کیکر کی شب بی بی کر تو کھسک گیا ہے.. تیرے دماغ پر اثر ہو گیا ہے، افیون کی زیادتی نے تجھے ماؤف کر دیا ہے.. کیا کبھی بونے بھی ہوتے ہیں؟"

"کری یا ہوئے.. سکھنی.." بخت جہان اشتعال میں آ گیا.. "تو تھا اپنچو واہے گرو کی سونہہ کہ تجھے کوٹھری کے اندر سے گن میں اُترتی دھوپ میں "بدریا برس گئی اُس پار" سنائی نہیں دے رہا.. کھا سونہہ.."

"جہانیاں.." وہ ایک فکرمند ماں کی مانند بولی "تجھ پر اثر ہو گیا ہے.. میں واہے گرو کی سونہہ کھاتی ہوں کہ.. ہر سو [illegible] سنائی دے.."

[illegible] ان میں گونجتی [illegible]

بس یہی.. آ ہو یہی.. بخت جہان کو سارے جواب مل گئے.. یہ بونے شوں [illegible] اور تھا جو کبھی نہ کبھی تو ہونا تھا.. سانپ کا کاٹا اپنے قدموں پر مر جاتا ہے [illegible] ... اپنی موت کو اپنے پلو میں باندھ کر پڑا رہتا ہے اور جب وہ بھول بھال جاتا ہے کہ اس کے پلو میں موت بندھی ہے تو یکدم وہ پلو کھول کر موت اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور وہ ہلکایا جاتا ہے، پانی سے ڈرنے لگتا ہے.. جیسے وہ اُسے ڈس لے گا.. اور بھوکا پیاسا بھونک بھونک کر مر جاتا ہے..

بس یہی.. یہی تو بھید تھی..

جاٹوں کے اس محلہ مغربی کی ٹیڑھی میڑھی گلیوں اور گندی نالیوں کی بھول بھلیاں سب کی سب ایک چوک میں جا نکلتی تھیں.. یہ ایسا چوک نہ تھا جو شہروں ایسا تھا.. اگر کسی شہریے سے یہ کہا جاتا کہ یہ چوک ہے تو وہ پوچھتا کہ.. کہاں ہے؟ سامنے کمہاروں کی گلی آ رہی ہے.. جو بڑی جانب سے کمہاروں کی گلی اُترتی ہے اور وہاں سے جاٹوں کا محلہ شروع ہو رہا ہے.. ان کے ملاپ کے مقام کو جہاں بمشکل پانچ چھ مویشی بندھ سکتے تھے، گاؤں والے چوک کہتے ہیں..

اسی چوک میں مائی ہلکی کا بسیرا تھا..

وہ حافظ جی کے گھر کی ٹوٹی سیڑھیوں تلے ایک کھوہ میں رہتی تھی.. اگرچہ ایک عام کھتے کی عمر دس بارہ برس سے

تجاوز نہیں کرتی پر مائی بگلی کی عمر کا کچھ حساب نہ تھا.. کہا جاتا ہے کہ جب وہ ایک نوخیز کنواری تھی تو ایک سنگ چور قسم کا زہریلا سانپ کھا جانے سے ہلکائی گئی تھی۔ باؤلی ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ وہ زہر گویا اُس کے لیے آبِ حیات بھی ثابت ہوا تھا۔ ابھی تک زندہ تھی..

سرگی سویرے یا رات گئے اُدھر سے جو بھی گذرتا، ذرا احتیاط سے کھانستا ہوا گذرتا کہ کہیں مائی بگلی اُس پر پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے.. بخت جہان جب ایک رات بچا جو جاٹ کے ماشوں کے باغ میں اپنے کچھ جگری بیلیوں کے ہمراہ پی پلا کر گھر لوٹ رہا تھا تو اس چوک میں سے گذرتے ہوئے اُسے مائی بگلی کی ہلکی سی غراہٹ سنائی دی تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ اس کے قریب نہیں آئی تھی مگر اب جو اُسے بونے شونے دکھائی دے رہے تھے اس سے ثابت ہوتا تھا کہ مائی بگلی نے اُس شب حالتِ خمار میں اُسے کاٹ لیا تھا اور اب جا کر اُس کے زہریلے دانتوں کے اثر سے وہ ہلکایا گیا تھا اور اسی لیے جو نہیں تھے اُسے نظر آتے تھے۔

وہ اس توجیہہ کو دریافت کرنے کی حد تک شانت ہوا کہ کتے کے کاٹنے سے پاگل ہو کر بھونک بھونک کر مرنا کہیں زیادہ خوشگوار ہے بجائے اس کے کہ ایک انسان کی چھاتی پر عمر بھر بونے کودتے رہیں اور وہ اس کے گراموفون پر قابض ہو کر "بدریا برس گئی اُس پار" بجاتے رہیں۔

اور اسی لمحے بخت جہان کے کانوں میں جیسے اُس کا مضحکہ اڑانے کی خاطر اُس کی اس [illegible] پر قہقہے لگا کر ہنسنے کی خاطر [illegible] آواز میں "بدریا برس گئی اُس پار" کا گیت سنائی دینے لگا۔ جیسے وہ اعلان کر رہے ہوں کہ ہم کوئی شک شبہ یا واہمہ نہیں [illegible] کی شعبدہ بازی نہیں ہے.. ہم [illegible]

کوٹھڑی کا دروازہ [illegible] تھا.. وہ اپنی دراز قامتی کو ذرا جھکا کر اندر داخل [illegible] اندھیرے میں "بدریا برس گئی اُس پار" کے بعد اب "برسو رے" کا الاپ سنائی دے رہا تھا..

گراموفون کی سوئی پلاسٹک کے سیاہ ریکارڈ کی لکیروں پر گھومتی اپنے سفر کے اختتام تک پہنچ کر ہز ماسٹرز وائس کے کتے کی تھوتھنی کے قریب ہو کر اٹک گئی تھی اور برسو رے.. رے.. رے کی گردان جاری تھی۔

ایک بونے نے آگے بڑھ کر گراموفون کا ہیڈ اٹھا کر.. برسو رے کا ریکارڈ اٹھا کر اُس پر ایک اور ریکارڈ جما دیا۔

"اے چاند چھپ نہ جانا.. جب تک میں گیت گاؤں.."

کانن بالا کی مدھر اور جنسی آواز کوٹھڑی کے اندھیروں میں سلگنے لگی.. بخت جہان کے جی میں تو یہی آئی کہ وہ ان کڑی یا ہوے بونوں کو اپنی ڈانگ سے دھنک کر رکھ دے.. پر اُس میں کچھ سکت ہوتی تو وہ ایسا کرتا.. وہ بونے اُسے وقف زدہ کر دیتے تھے..

تو وہ ہلکایا ہوا نہ تھا.. یہ توجیہہ دھجیوں میں بکھر گئی تھی.. بونے تھے.. اور ستم یہ کہ موسیقی کے رسیا تھے..

اور انہوں نے اُس کی جانب کچھ دھیان نہ کیا.. اُس کی موجودگی سے لاتعلق اپنے آپ میں اور موسیقی میں مگن رہے..

UrduPhoto.com